قید خانے اور سزائیں

از جناب قاضی عبدالصمد صاحب صارم سیوہاروی ازہری

دنیا میں ضوابط و قوانین کی ابتدا صحف سماوی سے ہوئی ہے اہل ہوا نے خدائی قوانین میں تغیر و تبدل کر کے حسب منشار ضوابط مرتب کئے ہیں دنیا میں ہزاروں برس تک یہی محرف قانون چلتے رہے ۲۴۰۰ء قبل مسیح میں سلاطین خاندان حمورابی (عراق میں) نے قوانین مرتب کئے شاید کسی کو خیال ہو کہ بعض ہندوستانی روایات و ایرانی حکایات اس زمانہ سے پہلے سے متعلق ہیں تو میں عرض کروں گا کہ ان ولایات کے واقعات کو مورخین افسانوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے سرہنری مین کی رائے میں قدیم تخیلات قانونی کا پرتو تھمسٹس میں نظر آتا ہے جو شاہان قدیم کے الہامی فیصلے تھے قانون اور مذہب میں جو قریبی رشتہ ہے اور جو ابتدائی سوسائٹی کی ایک خصوصیت ہے اس سے بآسانی باور کر لیا جاسکتا ہے کہ ابتداً روما میں قانون کا عمل و علم کلیتاً کلیہ احبا (جماعت علمار مذہب) کے ہاتھ میں تھا (تاریخ الفقہ صفحہ ۱۵)

دولت حمورابی کے قانون میں قید کا ذکر ہے رومن لا میں جس کی ابتدا ۷۵۲ء قبل مسیح سے ہے اسکی لوح نمبر ۴ دفعہ ۲ میں قید کا ذکر ہے رومن لا سے پہلے روما میں ایک قانون نافذ تھا جس کو جن جنشم کہتے تھے یہ دہی جماعت علمار کا آئین تھا۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحائف آسمانی میں ضرور سزائے موت کا ذکر رہو گا جب سزائے قید دی جاتی تھی تو ضرور قیدیوں کے رکھنے کے لئے کوئی جگہ ہو گی لیکن جس زمانہ کی حالت میں نے یہاں تک بیان کی ہے اُس کے متعلق مجھ کو یہ تحقیق نہیں ہو سکا کہ کس قسم کے قید خانے تھے اور قیدیوں سے کیا برتاؤ کیا جاتا تھا اب

جن جن ممالک کے متعلق مجھ کو جو کچھ معلومات ہیں وہ علیحدہ علیحدہ لکھتا ہوں۔

عراق اسرائیلیات میں چاہ بابل کا ذکر ہے جو قید خانہ ہے یہ روایت اس قدر مشہور ہے کہ فارسی اُردو شاعری میں چاہ بابل کا مضمون خصوصیت رکھتا ہے۔

اے فلک یاد ہے حالِ چہ بابل مجھ کو — لی انھی زہرہ جبینوں نے فرشتوں کی خبر

روایت کے جھوٹ سچ سے یہاں بحث نہیں مقصد صرف اس قدر ہے کہ بابل میں قید کرنے اور کنوئیں میں قید کرنے کا دستور معلوم ہوتا ہے۔

سنہ ۲۱۴۰ قبل مسیح خاندان حمورابی کی حکومت قائم ہوئی مورخین نے لکھا ہے کہ یہ ایک منظم حکومت تھی اسکا دارالسلطنت اُور تھا شہر سوس میں سنہ ۱۹۲۱ء میں ایک سیاہ پتھر کی سِل برآمد ہوئی جس پر اس خاندان کے قوانین کی (۲۸۲) دفعات کندہ ہیں (زبان وقلم صفحہ ۱۱۱) ان دفعات کا ترجمہ انگریزی میں ہوچکا ہے ان میں قید کا ذکر ہے بستانی نے دائرۃ المعارف میں لکھا ہے کہ فارس والوں نے عراقیوں سے جیل خانے بنانے سیکھے اور فارس والوں سے اہلِ یمن نے سیکھے ایک جگہ یہ بھی تصریح ہے کہ قدیم زمانہ میں قید خانے تنگ و تاریک کوٹھریاں ہوتی تھیں۔

مصر تقریباً سنہ ۱۹۰۰ قبل مسیح ایک قید خانہ تھا جس میں حضرت یوسف قید کئے گئے تھے کتاب سفر تکوین اور قرآن مجید دونوں میں اس قید خانہ کا ذکر ہے۔ قاہرہ میں سجن یوسف کے نام سے ایک قدیم قید خانہ ہے یہ ایک کنواں ہے جس میں چاروں طرف کوٹھریاں بنی ہیں اس کو لوگ غلطی سے سجن یوسف علیہ السلام سمجھتے ہیں یہ اصل میں سلطان صلاح الدین یوسف ایوبی کا بنایا ہوا ہے۔

چین چین میں قیدی ایسی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں رکھے جاتے تھے جن میں آدمی کھڑا نہیں ہوسکتا تھا۔ (آئین چین صفحہ ۵۸)

روم رومن لا میں زنجیر ڈال کر قید کرنے کا ذکر ہے عہد جدید اور تاریخ کنیسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رومانی شہنشاہیت کے زمانہ میں ہر شہر میں قید خانے تھے اور مجرم کے ساتھ اس کے جرم کے موافق سلوک کیا جاتا تھا بعض کو بیڑیاں اور

جن جن ممالک کے متعلق مجھ کو جو کچھ معلومات ہیں وہ علیحدہ علیحدہ لکھتا ہوں۔

عراق اسرائیلیات میں چاہ بابل کا ذکر ہے جو قید خانہ ہے یہ روایت اس قدر مشہور ہے کہ فارسی اُردو شاعری میں چاہ بابل کا مضمون خصوصیت رکھتا ہے۔

لی انہی زہرہ جبینوں نے فرشتوں کی خبر — اے فلک یاد ہے حالِ چہ بابل مجھ کو

روایت کے جھوٹ سچ سے یہاں بحث نہیں مقصد صرف اس قدر ہے کہ بابل میں قید کرنے اور کنوئیں میں قید کرنے کا دستور معلوم ہوتا ہے۔

سنہ ۲۲۰۰ قبل مسیح خاندان حمورابی کی حکومت قائم ہوئی مورخین نے لکھا ہے کہ یہ ایک منظم حکومت تھی اسکا دارالسلطنت اُور تھا شہر سوس میں سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک سیاہ پتھر کی سِل برآمد ہوئی جس پر اس خاندان کے قوانین کی (۲۸۲) دفعات کندہ ہیں (زبان و قلم صفحہ ۱۱۱) ان دفعات کا ترجمہ انگریزی میں ہو چکا ہے ان میں قید کا ذکر ہے بستانی نے دائرۃ المعارف میں لکھا ہے کہ فارس والوں نے عراقیوں سے جیل خانے بنانے سیکھے اور فارس والوں سے اہلِ یمن نے سیکھے ایک جگہ یہ بھی تصریح ہے کہ قدیم زمانہ میں قید خانے تنگ و تاریک کوٹھریاں ہوتی تھیں۔

مصر تقریباً سنہ ۱۹۰۰ قبل مسیح ایک قید خانہ تھا جس میں حضرت یوسف قید کئے گئے تھے کتاب سفر تکوین اور قرآن مجید دونوں میں اس قید خانہ کا ذکر ہے۔ قاہرہ میں سجن یوسف کے نام سے ایک قدیم قید خانہ ہے یہ ایک کنواں ہے جس میں چاروں طرف کوٹھریاں بنی ہیں اس کو لوگ غلطی سے سجن یوسف علیہ السلام سمجھتے ہیں یہ اصل میں سلطان صلاح الدین یوسف ایوبی کا بنایا ہوا ہے۔

چین چین میں قیدی ایسی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں رکھے جاتے تھے جن میں آدمی کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ (آئین چین صفحہ ۵۸)

روم رومن لا میں زنجیر ڈال کر قید کرنے کا ذکر ہے عہد جدید اور تاریخ کنیسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رومانی شہنشاہیت کے زمانہ میں ہر شہر میں قید خانے تھے اور مجرم کے ساتھ اس کے جرم کے موافق سلوک کیا جاتا تھا بعض کوٹھریاں اور

ہتھکڑیاں لگاکر قید کیا جاتا تھا بعض اپنے گھروں میں نظر بند رکھے جاتے تھے ۱۷۰۱ء میں کلیمینٹ نے سینٹ شن نام قیدخانہ بنوایا رومن لا کی لوح نمبر ۷ دفعہ ۹ میں زندہ جلانے کی سزا ہے اور دفعہ ۱۳ میں پہاڑ کی چوٹی سے گرا دینے کی سزا ہے۔

ہندوستان ہندوستان میں قیدیوں کے ساتھ بہت سختی کی جاتی تھی اور کنویں میں بند رکھے جاتے تھے۔ رگ وید منڈل نمبر ۱ شلوک نمبر ۳ ۱۳ منتر نمبر ۲ و ۴ میں ہے۔ اے اندر اس لٹیری فوج کی طاقت کا ستیاناس کر دے انکو ذلیل گڑھے میں پھینکدے چوڑے اور ذلیل گڑھے میں (مذہبی معلومات صفحہ ۴۲ مطبوعہ ۱۹۲۹ء بحوالہ اینشینٹ انڈیا مصنفہ پنڈت رومیش چندر دت) یجر وید میں ہے اس بدکردار دشمن کو مختلف زنجیروں میں جکڑ دو اور اس کو ان زنجیروں سے کبھی مت چھوڑو (منتر ۲۵ و ۲۶) بعض راجاؤں نے مجرموں کو ہاتھی سے بھی کچلوایا ہے۔ پہاڑوں سے بھی گرایا ہے دریا میں بھی بہایا ہے۔ قیدیوں سے مشقت بھی لی جاتی تھی۔ ڈاکٹر ہنٹر نے آریوں کے عہد میں قیدیوں کے متعلق لکھا ہے ان سے کھیتوں میں سخت محنت لی جاتی تھی اور گاؤں کے باشندوں کا جس کام انہی سے متعلق تھا (تاریخ ہند حصہ اول) ہتھکڑی بیڑی طوق کا رواج قدیم راجاؤں کے عہد میں تھا مشکیں (دونوں ہاتھ کمر کی طرف کرکے باندھنا) بھی کسی جاتی تھیں۔ کاٹ میں دینے کا بھی دستور تھا یعنی ایک بھاری لکڑی میں گول سوراخ کرکے اس میں قیدی کا پاؤں ڈال کر قفل لگا دیتے تھے یہ تمام رواج زمانہ قریب تک راجستان میں تھے سلطنت مغلیہ کے عہد میں قیدخانوں کو بندی خانہ کہتے تھے اور پولٹیکل قیدیوں کے لئے علیحدہ قیدخانہ تھا اس کو پنڈت خانہ کہتے تھے اس کی ابتدا یوں ہوئی تھی کہ چند برہمن ایک سازش میں گرفتار ہوئے اُن کو ایک مکان میں نظربند کیا گیا پھر اور سیاسی قیدی یہیں رکھے جانے لگے۔

ایران ایران کی قدیم کتابوں میں قیدخانوں اور کنوؤں کا ذکر ہے ایک طریقہ یہ تھا کہ مجرم کو زمین پر لٹا کر زمین میں میخیں گاڑ کر قیدی کے ہاتھ پاؤں میخوں سے باندھتے تھے یہ طریقہ اس کثرت سے رائج تھا کہ ہر چار میخ کشیدن چار میخ چار میخ شدن، اہل زبان و شعرا میں محاورہ قرار پا گیا۔

اصل قانونِ شریعت کا احتساب شرح اد میکشد آہنگ را بر چار میخ چار بار

جن کنوؤں میں قیدی رکھے جاتے تھے وہ بے آب و خستہ ہوتے تھے ان کا اصطلاحی نام چاہ بستان تھا۔

شغاد نے جس کنویں میں رستم کو ڈالا تھا اس میں چھریاں اور خنجر اور تیر بھر دیئے تھے، شاعروں نے چاہ رستم کو بھی اصطلاح قرار دے لیا۔

درز نخدانے کہ باشد چاہ یوسف از صفا   پرسناں آخر ز خط چوں چاہ رستم می شود

قید خانے بعض قلعوں میں بھی ہوتے تھے شیخ سعدی نے لکھا ہے:۔

ہمہ را بقلعہ درآوردند و بزنداں کردند (گلستان)

قیدیوں کو بیڑیاں پہنانے کا بھی رواج تھا سعدی کہتے ہیں ؎

پائے درزنجیر پیش دوستاں   بہ کہ با بیگانگاں در بوستاں

شیخ کی ایک حکایت سے کنوؤں کا رواج بھی ثابت ہوتا ہے، لکھا ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک بزرگ سے دعا کی استدعا کی تو بزرگ نے فرمایا ؎

دعائے منت کے شود سودمند   اسیران مظلوم در چاہ و بند (گلستان)

طرابلس میں شیخ خود بھی قید ہو گئے تھے وہاں مشقت بھی لی جاتی تھی لکھتے ہیں:۔

"اسیر قید فرنگ شدم و در خندق طرابلس با جہودانم بکارگل داشتند" (گلستان)

عرب عرب کے بدوی قبائل کے پاس قید خانے نہیں تھے بلکہ وہ اپنے قیدیوں کو پا بزنجیر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ البتہ جو لوگ شہری زندگی بسر کرتے تھے، اہل ایران کے دیکھا دیکھی اُنھوں نے یمن میں مختلف قسم کے قید خانے تیار کئے تھے۔ اور فرات و دجلہ کے ساحلی شہروں میں بھی اس کا رواج قائم کر رکھا تھا۔

اسلام میں حضرت عمرؓ پہلے خلیفہ ہیں جنھوں نے جیل خانے بنوائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اگر کسی مجرم کو سزا دیتے تھے تو اسے ستون سے بندھوا دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے سیاسۃً جیل خانہ بنوانا چاہا تو سب سے پہلے مکہ معظمہ میں صفوان بن اُمیہ کا مکان چار ہزار درہم پر خریدا۔ اور اُس کو جیل خانہ بنایا۔ پھر اور اضلاع

میں بھی جیل خانے بنوائے۔ (دائرۃ المعارف للبستانی ج ۹ ص ۵۰۹) علامہ بلاذری کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ کوفہ کا جیل خانہ نرسل سے بنا تھا (فتوح البلدان ص ۲۹۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر حضرت علیؓ کے زمانہ تک یہ دستور رہا کہ مدیون کو قید و بند کی سزا نہیں دیجاتی تھی، سب سے پہلے شخص جنھوں نے مدیون کو قید کی سزا دی قاضی شریح ہیں۔ خلفاء بنی عباس نے بغداد میں اُس کی وسعت آبادی کے لحاظ سے کثرت سے قید خانے بنوائے جن میں سے بعض کے آثار اب تک پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک قید خانہ جو موسیٰ الکاظم کی طرف منسوب ہے دجلہ کے مشرقی کنارے اور رصافہ کے مشرقی و جنوبی علاقہ میں اب تک مشہور ہے (البستانی ج ۹ ص ۵۰۹)

حضرت عمرؓ نے جیل خانوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ بعض سزاؤں میں بھی تبدیلی کر دی۔ مثلاً ابو محجن ثقفی کو شراب نوشی کے جرم میں حد کے بجائے قید کی سزا دی۔ (اسد الغابہ ذکر ابو محجن ثقفی)

قیدیوں کیساتھ حسنِ سلوک و مراعات آجکل تہذیب و تمدن کی انتہائی ترقی کے زمانہ میں اخلاقی نہیں بلکہ سیاسی قیدیوں کے ساتھ جو شریفانہ سلوک کیا جاتا ہے اُس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آئے دن اخبارات میں قیدیوں کی بھوک ہڑتال وغیرہ کی اطلاعات چھپتی رہتی ہیں۔ لیکن اسلام میں قیدیوں کے ساتھ جس مراعات اور حسن سلوک کا حکم ہے آج بھی دنیا کی کوئی قوم اُس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔ کتاب الخراج ص ۱۴۹ میں ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کے سوال کے جواب میں قاضی ابو یوسف نے چوروں، بدمعاشوں اور دوسرے مجرموں کے ساتھ معاملہ کرنے کے متعلق تحریر فرمایا تھا کہ "جو قیدی اس قدر غریب ہوں کہ اُن کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہو ضروری ہے کہ اُن کے اخراجات کے لئے یا تو صدقات کی رقم خرچ کی جائے، یا بیت المال سے ان کی امداد کی جائے، آپ کو اختیار ہے ان دونوں صورتوں میں سے جس صورت کو چاہیں اختیار کریں لیکن میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے ان مجرموں میں سے ہر ایک مجرم کو بیت المال میں سے اتنا دیا جائے کہ وہ اُس کی ضروریات کو کافی ہو جائے" اس کے بعد فرماتے ہیں "جب مشرک قیدیوں کے ساتھ معاملہ اچھا کرنا اور اُن کو کھانا کھلانا ضروری ہے تو پھر ظاہر ہے کہ مسلمان مجرم جس سے عمداً یا خطاءً کوئی جرم ہو گیا ہو اُس کو

کس طرح بھوک سے مرنے کے لئے چھوڑا جا سکتا ہے درآنحالیکہ اس بیچارہ نے جو کچھ کیا ہے یا تو بحکم قضا کیا ہے یا وہ اپنی جہالت کا شکار بنا ہو، اے امیرالمومنین! خلفاء کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ قیدیوں کے کھانے پینے اور اُن کے موسم گرما و سرما کے لباس کا برابر خیال رکھتے تھے۔ حضرت علی نے عراق میں، امیر معاویہ نے شام میں، اور پھر ان کے بعد دوسرے خلفاء نے اپنے اپنے عہد میں ایسا ہی کیا۔ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیزؒ نے اپنے عمال کے نام قید خانوں کے متعلق جو ہدایات ارسال فرمائی تھیں ان میں بھی ان چیزوں کا ذکر تھا"

پھر آگے چل کر قاضی ابویوسف فرماتے ہیں کہ مجرم قیدیوں کو بیت المال سے جو کچھ دیا جائے وہ روٹی کی صورت میں نہ دیا جائے، کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ جیل خانہ کے ملازم درمیان میں ہی خورد برد کر دیں، بلکہ ان کو نقدی کی صورت میں دینا چاہئے۔ اور اس کام پر ایسے معتبر، دیانت دار اور متقی لوگوں کو مامور کرنا چاہئے جن پر غبن یا خیانت کا کوئی شبہ ہی نہ ہو۔ (کتاب الخراج ص ۱۵۰)

یورپ فرانس میں قید خانے مقبروں کی صورت میں ہوتے تھے۔ ان میں قیدی ایک کے اوپر ایک پڑے رہتے تھے غالیز اول نے اس قسم کے قید خانے بنوائے جن میں قیدی کھڑا نہیں ہو سکتا تھا یہ عمارت ایک کے اوپر ایک حجروں کی صورت میں تھی نہایت تنگ و تاریک۔ شورش فرانس کے بعد قید خانے اصلاحی درسگاہوں کی صورت میں تبدیل ہو گئے ان میں مجرم بچوں کے لئے صنعتی و تعلیمی انتظام تھا۔

۱۱۶۶ء میں انگلستان میں پہلی مرتبہ قید خانے بنائے گئے جو مقامی حکام کے ماتحت تھے شاہی جیل خانے ان کے علاوہ تھے ان میں دیوانی کے قیدی رکھے جاتے تھے ۱۵۶۱ء میں جیل خانے ایک دار وغہ کے ماتحت کئے گئے۔ یہ داروغہ قیدیوں سے سختی کے ساتھ بھاری فیس وصول کرتا تھا ۱۷۷۳ء میں فیس وصول کرنے کا طریقہ منسوخ کیا گیا۔ ۱۵۷۶ء میں ایک ورک ہاؤس کا افتتاح کیا گیا ۱۷۷۷ء میں جان ہارڈ نے جیل خانوں کی اصلاحات کی کوشش کی ۱۷۷۸ء میں ایک قانون بنا جس کی بنا پر جیل خانوں کا نام تادیب گھر رکھا گیا اور بڑے بڑے کمرے بنائے گئے ۱۷۹۱ء میں مسٹر بنٹام نے جیل خانوں کی اصلاحات کے متعلق ایک کتاب لکھی ۱۸۱۶ء میں ایک بڑا تادیب گھر بنایا گیا لیکن ۱۸۷۵ء

میں یہ منہدم کردیا گیا۔

قیدخانہ ظلہام عورتوں کے لئے مخصوص تھا یورپ میں قیدخانوں کی اصلاح کے لئے سب سے بڑی کانفرنس سنہ ۱۸۷۳ء میں منعقد ہوئی۔

سنہ ۱۵۹۳ء میں پروٹسٹنٹ نے ایمسٹرڈم (ہالینڈ کا شہر) میں عورتوں کے لئے قیدخانہ بنوایا اٹھارہویں صدی عیسوی کے شروع میں گھینٹ (بلجیم کا شہر) میں قیدخانہ بنا۔

یورپ میں قید تنہائی (جس کو عوام کال کوٹھری کہتے ہیں) کے لئے قیدخانے علیحدہ تھے ہندوستان کے موجودہ جیلخانوں میں بھی غالباً اس قسم کے کمرے علیحدہ ہیں۔

امریکہ و آسٹریلیا | کی آبادیوں میں دیگر ممالک کی طرح تنگ و تاریک مکانوں کا رواج تھا سنہ ۱۷۷۶ء میں امریکہ میں جیل خانوں کی اصلاح ہوئی۔

سزائے تازیانہ تمام صحائف آسمانی اور تمام جدید قوانین میں ہر قوم اور ہر ملک میں ہمیشہ سے ہے ایک سزا ترک موالات بھی تھی حضرت موسیٰ نے سامری کو یہی سزا دی تھی جرمانے کی سزا بھی ہر ملک و قوم میں ہمیشہ سے ہے۔

جلاوطنی | اسرائیلات میں ہے کہ ہابیل کے قتل پر حضرت آدم نے قابیل کو یمن کی طرف نکال دیا تھا شہر بدر، ملک بدر دیس نکالا یہ سزائیں بھی زمانہ قدیم سے ممالک میں رائج تھیں لیکن اس سزا کی کثرت انگلستان سے سنہ ۱۶۱۹ء سے شروع ہوئی پھر دیگر ممالک نے بھی تقلید کی ہندوستان میں یہ سزا عبور دریائے شور اور کالا پانی کے نام سے مشہور ہے، اسلام میں جلاوطنی کی سزا سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے دی ہے۔ چنانچہ ابومحجن ثقفی کو ایک جزیرہ میں بھیجدیا تھا۔ ان کے علاوہ یمن کے عیسائیوں کو عراق کی طرف اور کچھ یہودیوں کو بھی اُن کی بدعہدی اور سیاسی ضرورتوں سے مجبور ہو کر عرب سے جلاوطن کردیا تھا۔

سزائے موت | زمانہ قدیم میں تمام ممالک میں اسیران جنگ اور سنگین جرم والے مجرموں کو زندہ جلادیتے تھے ایران کے آتش پرست اور عرب کے کفار مار ڈالتے تھے یا زندہ جلادیتے تھے (غازیان ہند صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ معین دکن پریس سنہ ۱۹۳۱ء)